OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

خواتین پر تشدد کا بڑھتا ہوا رجحان: اسباب اور اسلامی تعلیمات و عصری قوانین کی روشنی میں تدارک کی صورت

The Growing trend of Violence against Women: Causes and Remedies in the light of Islamic Teaching and Contemporary Laws

Muhammad Jan
Doctoral Candidate, DISR, UST Bannu

Abstract

Before the emergence of Islam women was considered inferior and was given a lower status, but Islam has furnished them with moral, social and family rights. Unfortunately, with the passage of time, they are depriving from their basic rights. Violence is the major problem of all societies of the world. East and west both have been impacted through it. Now civilized societies are trying to stop violence against women, for it they are making laws. But still laws regarding women rights have not been implemented .In this research article it has been tried to find out causes of violence against women, main kinds of violation and its remedies in the light of teaching of Islam and contemporary laws have been discussed in a scholarly manner. This article consists of:

(1) Concept of violence
(2) Kinds of violence against women
(3) Causes of violence against women
(4) Remedies of violence against women in the light of Islam and contemporary laws.

CC BY

Key words: Women, Violence, causes, remedies, Islamic Teachings, Contemporary laws

تمہید

اسلام سے قبل خواتین کی کوئی خاص حیثیت نہ تھی۔ چنانچہ زمانہ جاہلیت میں بیٹی کی پیدائش کو عار سمجھ کر اسے زندہ درگور کیا جاتا ۔اسی طرح ہندوستانی معاشرہ میں شوہر کی وفات پر اس کی زندہ جورو کو دفن کیا جاتا۔ البتہ بعض تہذیبوں نے خواتین کو کچھ نہ کچھ حقوق تو دیے تھے مگر عمومی طور پر مردوں کی طرح حقوق و مراعات حاصل نہ تھے اور ان پر مختلف قسم کا تشدد کیا جاتا تھا۔ دور حاضر میں مردوں کی بہ نسبت خواتین کو ہر جگہ تشدد کا سامنا ہے۔ دنیا کے بڑے متمدن اور خوش حال معاشرے جو اخلاقی اور معیاری تعلیم پر فخر کرتے ہیں، ان میں بھی خواتین تشدد سے محفوظ نہیں ہے۔ تشدد ایک سنگین وبا کی شکل میں معاشرے میں سرایت کر چکی ہے۔ یہ مختلف شکلوں، اذیت، تکلیف، خون ریزی اور دہشت گردی کا ظہور کرتے ہوئے معاشرتی زندگی میں پروان چڑھ رہی ہے۔ اس کی وجہ سے معاشرہ کا ہر فرد ذہنی مفلوجیت کا شکار ہے۔ انسان تشدد صرف دوسروں پر نہیں کرتا بلکہ بعض اوقات وہ خود اپنے آپ پر تشدد کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ ایسے افراد حالات کے زیر اثر اس حد تک پہنچ جاتے ہیں کہ خودکشی اور خود سوزی سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ یعنی تشدد سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے تشدد کو بروئے کار لاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جدید نفسیات نے انسانی رویوں، تجربات، مشاہدات اور تجزیے کے استعمال کو بہت ضروری قرار دیا ہے تاکہ انسانی نفسیات کے ان پہلوؤں کا مطالعہ کیا جائے جو معاشرے کے تشکیل کے ساتھ ساتھ خواتین پر تشدد کے اجزائے ترکیبی کا بھی جائزہ لیں اور ان اسباب کی نشان دہی کریں جن سے خواتین پر تشدد کی پرورش میں اضافہ ہو رہا ہے اور مختلف تشددانہ واقعات ظہور پزیر ہو رہے ہیں۔

تشدد کا مفہوم

لفظ تشدد کا مادہ "ش، د، د" ہے جس کے معنٰی سختی، قوت اور مضبوطی کے ہیں[1]۔ قرآن مجید میں فرمان الٰہی ہے: (اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْد)[2] "بے شک تمہارے رب کی پکڑ سخت ہے"۔ دوسری جگہ ہے: (وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ[3])" اور ہم نے اس کی بادشاہت کو مستحکم (قوت دینا) کیا"۔ اسی طرح حدیث میں ہے: (لَا تبيعُوا الحبَّ حَتَّى يَشْتَدَّ)[4]۔ "غلے کو اس وقت تک نہ فروخت کرو جب تک وہ مضبوط نہ ہو جائے" تشدد کے لیے العنف کی اصطلاح بھی مستعمل ہے جو کہ نرمی اور الفات کی ضد ہے: (أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «يَا عَائِشَةُ» إِنَّ اللهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ، وَمَا لَا يُعْطِي عَلَى مَا سِوَاهُ)[5] "۔ "اے عائشہ: بے شک اللہ تعالیٰ رفیق ہے؛ نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرم خو رویے پر جو کچھ دیتا ہے وہ سخت رو مزاج پر نہیں دیتا اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی اور رویہ پر۔" اور اسی طرح فقہ الاسلامی میں تشدد کو ضرر سے تعبیر کیا گیا ہے: "ہر وہ فعل جس سے کوئی نفس تکلیف میں مبتلا ہو یا وہ ہلاکت کا باعث بنتا ہو ضرر کہلاتا ہے۔"[6] جب کہ انگریزی زبان میں تشدد کا مفہوم ان الفاظ میں واضح کیا گیا ہے:

> In social aspect violence is defined roughly as the illegal employment of methods of physical coercion for personal or

group ends it must be distinguished from force or power, which is purely physical concept having direction and intensity.[7]

It is an aggressive behavior that may be physically sexually or emotionally abusive. The aggressive behavior is conducted by an individual or group against another or others. Physically abusive behavior is where a child, adolescent or group directly or indirectly ill treats, injures, or kills another or others. The aggressive behavior can involve pushing, shoving, and shaking, punching, kicking, squeezing, burning or any other form of physical assault on a person or on property. Emotionally abusive behavior is where there is verbal attacks, threats, taunts, slogging, mocking, yelling, exclusion, and malicious rumors. Sexually abusive behavior is where there is sexual assault or rape".[8]

تشدد ایک جارحانہ رویہ ہے جو جسمانی طور پر جنسی یا جذباتی طور پر بد سلوکی ہو سکتا ہے۔ یہ جارحانہ رویہ کسی فرد یا گروہ کے واسطے دوسرے فرد یا دوسروں کے خلاف عمل میں لایا جاتا ہے۔ جسمانی طور پر بد سلوکی یہ ہے جہاں ایک بچہ، نو عمر یا گروہ براہ راست یا بالواسطہ طور پر برا سلوک کرتا ہے، زخمی کرتا ہے یا کسی دوسرے کو مار دیتا ہے۔ جارحانہ رویہ میں کسی آدمی یا املاک کو نقصان پہنچانا، مکے مارنا، لات مارنا، نچوڑنا، جلانا یا کسی اور قسم کا جسمانی حملہ شامل ہو سکتا ہے۔ جذباتی طور پر بد سلوکی وہ ہے جہاں زبانی، حملے، دھمکیاں، طعنے، نعرے بازی، مذاق اڑانا، چیخنا، اخراج اور بدیانتی پر مبنی افواہیں شامل ہیں۔ جنسی طور پر بد سلوکی وہ ہے جہاں جنسی زیادتی یا عصمت دری ہوتی ہے۔ عصر حاضر میں تشدد کی اصطلاح کو جدید رنگ دیا گیا اور اسے حقوق نسواں کے علم برداروں نے صرف خواتین کے ساتھ جوڑا ہے۔ حالاں کہ لفظی نوعیت کے اعتبار سے تشدد کا اطلاق ہر اس شخص پر کیا جاسکتا ہے جس کو نقصان یا اذیت میں مبتلا کیا گیا ہو۔ اس لحاظ سے لفظ تشدد کو صرف خواتین کے ساتھ مخصوص نہیں کیا جا سکتا۔ مگر عصر حاضر میں خواتین پر زیادہ تشدد ہونے کی وجہ سے تشدد کو صرف خواتین کے ساتھ متعین کیا گیا ہے اور اس قسم کے تشدد کو "گھریلو تشدد" کا نام دیا گیا ہے۔ "الغرض تشدد جارحیت کی ایک قسم ہے جس میں طاقت کا استعمال کر کے دوسرے شخص کو زخمی کر دیا جاتا ہے۔ ایسی قوت کو بھی تشدد کہا جاسکتا ہے جو کسی ہدف کو تباہ کرنے کے لیے لگائی جاتی ہے۔ موجودہ دور میں یہ ایک عالمگیر مسئلہ ہے۔ ایک سروے کے مطابق ۵۲ فیصد خواتین اپنے شوہروں یا جن کے ساتھ وہ رہتی ہے، تشدد کا شکار ہے۔"[9]

خواتین پر تشدد کی صورتیں

دور حاضر میں خواتین کو تشدد کے مختلف صورتوں کا سامنا ہے۔ تشدد کے ان اقسام نے خواتین کے اندرونی وبیرونی زندگی کے امور کو شدید متاثر کیا ہے۔ ان میں سے جسمانی تشدد، جنسی تشدد، نفسیاتی تشدد، معاشی تشدد وغیرہ شامل ہیں۔ اس کی وجہ سے خواتین کی فکری صلاحیتیں متاثر ہوئیں ہیں۔ وہ گھریلو امور سر انجام دینے سے قاصر ہوئی ہیں۔ اس وجہ سے خاندانی نظام کا کردار شدید متاثر ہوا ہے اور مقدس رشتوں کی ساکھ کو بہت نقصان پہنچ رہا ہے۔ "جنوری ۲۰۱۸ء کو پنجاب کے ایک شہر قصور میں ایک بچی کو جنسی تشدد کا نشانہ اس وقت بنایا گیا جب اس کے والدین عمرہ ادا کرنے کی غرض سے سعودی عرب میں تھے۔ پولیس تحقیقات کے مطابق قصور شہر کا ایک باشندہ عمران نے اسے جنسی تشدد کا نشانہ بنانے کے بعد قتل کر دیا۔ اس کے لاش کو ایک کچرا کنڈی میں پھینک دیا۔ پوچھ گچھ کے بعد معلوم ہوا کہ اس شخص نے اور آٹھ بچیوں کو بھی تشدد کا نشانہ بنایا تھا۔ عوام کے احتجاج کے بعد مارچ ۲۰۱۸ء کو سپریم کورٹ آف پاکستان نے عمران کو اکیس مرتبہ سزائے موت کا حکم سنایا اور اسے تختہ دار پر لٹکایا۔"[10]

تشدد کی اقسام(Various Kinds of violence)

ہمارے معاشرے میں خواتین پر تشدد کے حوالے سے مختلف صورتیں پائی جاتی ہیں۔ جن میں سے چند اقسام تشدد پیش نظر ہیں:

(1) جسمانی تشدد(Physical violence or Physical abuse)

(2) معاشی تشدد(Financial Violence or Financial abuse)

(3) جنسی تشدد(Sexual Violence or Sexual abuse)

(4) ذہنی ونفسیاتی تشدد(Psychological Violence)

جسمانی تشدد(Physical violence or Physical abuse)

جسمانی تشدد میں ایک فرد یا گروہ دوسرے فرد یا گروہ کو اپنا مد مقابل سمجھ کر اذیت میں مبتلا کرنے کے لیے اپنی طاقت کا بھرپور استعمال کرتا ہے۔ اس قسم کے تشدد کرنے والے افراد اپنے غصے پر قابو نہیں پاتے اور دوسرے شخص پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں متاثرہ شخص کے اعضاء جسمانی کو نقصان پہنچتا ہے۔ جب خواتین اس کے زد میں آجاتیں ہیں تو نتیجتاً ان کے ہاتھ، پاؤں، ناک اور آنکھ وغیرہ بری طرح زخمی ہو جاتے ہیں۔ شریعت اسلام ہمیشہ سے خواتین کے ساتھ نرمی کرنے اور حسن سلوک کرنے پر زور دیتا ہے۔ انہیں مارنے، زیادتی کرنے سے منع فرماتا ہے۔ قرآن مجید کا ایک خاص حصہ خواتین سے متعلق اس لیے نازل ہوا کہ ان کے ساتھ زیادتی اور سختی نہ کیا جائے۔ ارشاد ہے:(وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوْا)[11]"اور اسے اس ارادہ سے نکاح میں نہ رکھو کہ اسے تکلیف میں مبتلا کرو اور ان پر زیادتی کرو"۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ"۔[12]"(بیوی) کو چہرے پر نہ مار اور نہ برا بھلا کہو"۔

معاشی تشدد(Financial Violence or Financial abuse)

پرسکون زندگی گزارنا ہر انسان کی فطرت میں شامل ہے۔ اس لیے وہ اپنے ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ترجیحی بنیادوں پر اسباب تلاش کرنے میں مگن رہتا ہے تاکہ اس کا گزر بسر میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ معاشی طور پر مضبوط ہونا ہر عورت کی ایک

فطری خواہش ہے۔اس وجہ سے شریعت اسلام نے خاص طور پر اس کا انتظام کیا ہے تاکہ کوئی بھی ناخوشگوار حالات میں وہ معاشی طور پر بے یارومددگار نہ رہ جائے۔ معاشی تشدد یہ ہے کہ فریقین میں سے ایک دوسرے کی کمائی پر طاقت کے ذریعہ سے مسلط ہو کر قبضہ کرے یا اس کے مرضی کالحاظ نہ رکھ کر اس کے مال ومتاع کو خرچ کرنے پر پابندی عائد کرے۔"اکثر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ لڑکیوں کی جہیز وراثت کا ایک بدل ہے۔جب جہیز مل گیا تو پھر وراثت میں کچھ باقی نہیں رہا۔پاکستان کے صوبہ سندھ میں نکاح کا حق بخشوانے کے لیے لڑکی کی نکاح قرآن سے کی جاتی ہے پھر وہ تمام عمر راہبہ جیسی زندگی گزارتی ہے۔یہ صرف زیادتی کی انتہا نہیں ہے بلکہ قرآن مجید سے بھی ایک مذاق ہے۔ یہ محض جائیداد کی تقسیم کے خوف سے کرتے ہیں۔"[13]

شریعت اسلام نے خواتین کو معاشی طور پر مستحکم کرنے کے لیے ان کے حصے مقرر فرمائے ہیں خواہ وہ ماں، بیوی، بیٹی، بہن جس روپ میں بھی ہوں، اسے شریعت نے وراثت میں حصہ مقرر کیا ہے۔اس کے علاوہ شوہر کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ اپنی بیوی کی ضروریات کا بھرپور خیال رکھے تاکہ اسے معاشی بدحالی کا سامنا نہ ہو:(اِذَا اَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلٰی اَهْلِهِ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً)[14]"جب مسلمان اجر کی نیت سے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے تو یہ اس کے لیے صدقہ ہے"۔

جنسی تشدد(SEXUAL VIOLENCE)

جنسی تشدد یہ ہے کہ کوئی مرد عورت سے زبردستی جنسی تعلق قائم کرنے کے لیے اپنی طاقت کا استعمال کرے۔اس میں خواتین کی مرضی شامل نہیں ہوتی بلکہ مرد اپنی ہوس کے پیش نظر اس طرح کے اقدام کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ایسے افراد میں جنسی جذبہ دوسرے افراد کی بہ نسبت زیادہ ہوتا ہے۔ جنسی تسکین کے حصول کے لیے اسلام نے نکاح کا حکم دیا ہے اور اس کے علاوہ جنسی تسکین کے لیے کوئی بھی راہ کو اختیار کرنے کو اسلام نے حرام قرار دیا ہے:(وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰىٓ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيْلًا)[15] "اور زنا کو نزدیک نہ ہو جاؤ بے شک یہ بے حیائی اور بری راہ ہے"۔ "اسلام مرد و خواتین سے متعلق مساوات کے نظریے کا مخالف نہیں مگر جہاں پر یہ دونوں شانہ بہ شانہ بغیر تصور محرم ونامحرم کے مصروف عمل ہوں اور جہاں پر فحاشی اور بے حیائی کے علاوہ کوئی وجود ہی نہ ہو تو اسلام ان امور کو نہ صرف ناپسند کرتا ہے بلکہ اس کی مذمت فرماتا ہے۔اسلام تو اس بات کو بھی پسند نہیں کرتا کہ خواتین مردوں کا لباس اور انداز زندگی کو اپنائے۔"[16]

ذہنی ونفسیاتی تشدد(Psychological Violence)

نفسیاتی تشدد یہ ہے کہ مرد خواتین کے خلاف ایسا رویہ اختیار کرے جس سے وہ ذہنی بے قراری میں مبتلا ہو جائے یا دماغی توازن میں عارضی طور پر نقص پیدا ہو جائے۔اس میں کسی کو دھمکانا، ڈرانا، غیر یقینی صورت حال میں مبتلا کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً، إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ [17] "کوئی مرد مومن کوئی عورت مومنہ سے نفرت نہ کرے اگر اسے اس کی ایک عادت بری لگے تو دوسری عادت اس کے نزدیک اچھا پسندیدہ ہو گی"۔

خواتین پر تشدد کے اسباب

اللہ تعالی نے مرد اور عورت کو ایک دوسرے کے لیے راحت وسکون کا ذریعہ بنایا ہے۔ مگر اس کے باوجود بھی بعض مسائل کی وجہ سے اس نعمت کا لطف اور مقصد کے حصول میں مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ان تمام مسائل کے پیچھے ایک بہت بڑا محرک ہے جسے تشدد کہتے ہیں۔خواتین پر تشدد کا رجحان دن بہ دن بڑھ رہا ہے۔اس پر قابو پانے کے لیے کون سی حکمت عملی پر عمل کرنا

ہو گا، وہ کون سے عوامل ہیں جن کی وجہ سے خواتین کو تشدد کا سامنا ہے؟ ذیل میں چند ایسے اسباب کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو خواتین پر تشدد کا باعث بن رہے ہیں اور نت نئے مسائل میں اضافہ ہورہا ہے۔ لہذا ان اسباب کا اسلامی تعلیمات اور عصری قوانین کی روشنی میں جائزہ لیا جائے گا تاکہ اسلامی زریں تعلیمات کی روشنی میں اس کا سدباب پیش کیا جاسکے:

(1) تعلیمات اسلامی سے دوری

(2) ناقص معاشی حالت

(3) غیر کفو میں نکاح

(4) شوہر کی جنسی تسکین کی عدم تکمیل

(5) آزادی نسواں

تعلیمات اسلامی سے دوری

خواتین پر تشدد کرنے کا ایک بڑا سبب اسلامی تعلیمات سے دوری ہے۔ اسلام زندگی کے ہر پہلو کے حوالے سے رہ نمائی فراہم کرتی ہے۔ اسلام نے زندگی کے ہر شعبہ میں انسانوں کے مابین حقوق و ذمہ داریاں مقرر کی ہیں۔ اس وجہ سے ارشاد نبوی ہے: (كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَن رَّعِيَّتِهِ)[18] "تم میں ہر ایک نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا"۔ شریعت اسلام خواتین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کرتا ہے اور مردوں کو یہ حکم کرتا ہے کہ وہ بیویوں پر تشدد نہ کریں: (وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوْا وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ وَلَا تَتَّخِذُوْا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا)[19] "اور انہیں (بیوی) اس نیت سے نکاح میں نہ رکھو کہ انہیں تکلیف میں مبتلا کرو اور ان پر زیادتی کرو"۔ اپنی بیوی کو اس نیت سے اپنے پاس ٹھہرانا کہ اس پر جسمانی یا نفسیاتی تشدد کیا جائے تو اس فعل کو ازروئے شریعت ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں خواتین کے ساتھ لونڈیوں جیسا سلوک رکھا جاتا تھا اور ان کی معمولی غلطی پر طرح طرح کی سزائیں دی جاتی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فعل کی نہ صرف مذمت کی بلکہ ان کے ساتھ بھی حسن سلوک کا درس دیا: (لَا يَجْلِدُ اَحَدُكُمُ امْرَاَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِيْ اٰخِرِ الْيَوْمِ)[20] "تم میں کوئی اپنی بیوی کو اس طرح نہ مارے جس طرح غلام کو مارا جاتا ہے پھر دن کے آخر میں (رات) اس سے مباشرت بھی کرتی پڑتی ہے"۔

ناقص معاشی حالت

خواتین پر تشدد کرنے کا ایک سبب شوہر کا ناقص معاشی حالت بھی ہے۔ کیوں کہ گھریلو ضروریات کو پورا کرنا مرد کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ جب مرد ان ذمہ داریوں سے غفلت اختیار کرلیتا ہے تو اس سے کئی مسائل ظہور پذیر ہونے لگتے ہیں۔ اسلام نے مردوں کو اس بات کا پابند بنایا ہے کہ وہ گھر کا نگہبان رہے اور گھریلو ضروریات زندگی کا فریضہ بہتر طریقہ سے سرانجام دے: (اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَبِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ)[21] "مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس لیے کہ اللہ نے بعض پر بعض کو فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مرد ان پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں"۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ، أَوِ اكْتَسَبْتَ "[22] "جب تو کھانا کھائے تو اس کو کھلا اور

جب کپڑے پہنے تو اس کو پہنا"۔ مولانا مودودی لکھتے ہیں: "مرد عورتوں پر اس لیے حاکم مقرر ہیں کہ اللہ نے بعض کو بعض سے افضل بنایا ہے اور اس لیے کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں"۔ [23]

غیر کفو میں نکاح

اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کے لیے باعث سکون بنایا اور یہ اس وقت ممکن ہے جب دونوں کے مابین ہر لحاظ سے تفاوت نہ ہو۔ جب دونوں کے مابین مسائل وضروریات، ذہنی ہم آہنگی ایک جیسے ہوں تو گھر کا ماحول ایک خوبصورت منظر پیش کرتا ہے۔ اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہو تو پھر دونوں کے مابین محبت والفت کے بجائے نفرت وجدائی کا اندیشہ رہتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَخَيَّرُوا لِنُطَفِكُمْ، وَانْكِحُوا الْأَكْفَاءَ"۔[24] "اپنے نطفوں کے لیے نیک عورت کا انتخاب کرو اور اپنے برابر والوں سے نکاح کرو"۔ مولانا مودودی لکھتے ہیں: "تمام انسان خواہ وہ مرد ہو یا عورت سب سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور مساوی درجہ رکھتے ہیں باوجود اس کے کہ شریعت نے نکاح کے مسئلہ میں کفو کا لحاظ رکھا ہے اور غیر کفو میں نکاح کرنے کو مناسب نہیں سمجھا ہے۔ اس لیے کہ ازدواجی تعلق میں موٗدت ورحمت ہو۔"[25]

شوہر کی جنسی تسکین کی عدم تکمیل

جب میاں بیوی کے مزاج اور ترجیحات مختلف ہوں تو دونوں کے مابین محبت کا جذبہ ماند پڑ جاتا ہے۔ یعنی جب دونوں ایک دوسرے میں دلچسپی نہ رکھیں اور شوہر کی جنسی ضرورت بھی نہ پوری ہوتی ہو تو خاوند کے پاس تشدد کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا۔ اس وجہ سے دونوں کے مابین لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں اور بالآخر ایک خستہ حال خاندان کے سوا کوئی چیز باقی نہ رہ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے اسلام نے عورت کو اس بات کی تاکید ہے کہ وہ اپنے شوہر کی جنسی ضرورت کا حق پورا کر لیا کریں۔ جو عورت اپنے خاوند کی اس ضرورت کی پرواہ نہ کرتی ہو تو اسے سخت وعید دی گئی ہے: (اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَاَتَہٗ اِلٰی فِرَاشِہٖ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَیْہَا لَعَنَتْہَا الْمَلٰٓئِکَۃُ حَتّٰی تُصْبِحَ)[26] "جب خاوند اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلا لیتا ہے اور وہ انکار کرتی ہے اور شوہر بحالت غصہ رات گزار لیتا ہے تو ایسی عورت پر صبح تک فرشتے لعنت بھیجتے ہیں"۔

آزادی نسواں

دین اسلام نے مردوں اور خواتین میں ہر ایک کی ذمہ داری، حقوق اور دائرہ کار کو واضح کیا ہے۔ یہ ایک حیاتیاتی امر ہے کہ مرد اور عورت کی ساخت میں فرق ہے، دونوں کی صلاحیتیں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ چوں کہ خواتین جسمانی اعتبار سے مردوں کی بہ نسبت کمزور ہے اور زیادہ مشقت برداشت نہیں کر سکتی۔ اس وجہ سے شریعت نے بچوں کی تربیت، کھانا پکانا، اور گھر کی صفائی کرنا وغیرہ جیسے امور عورت کے ذمہ مقرر کیے۔ ایک عورت کا حقیقی دائرہ کار کیا ہے؟ اس کا جواب خود قرآن نے دیا ہے: (وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى)[27] "اپنے گھروں میں قرار پکڑو اور جاہلیت کے زمانہ کی طرح اپنی زینت کا اظہار نہ کرو"۔ "فواحش، بدکاری کے مقدمات اس جہاں کے ان برائیوں میں شامل ہیں جن کے اثرات سے نہ صرف انفرادی طور پر اشخاص بلکہ خاندان اور بڑے بڑے ممالک متاثر ہو رہے ہیں۔ آج کے دور میں جتنے بھی قتل وغارت کے واقعات ہو رہے ہیں اگر تحقیق کیا جائے تو ان کے پیچھے عورت یا شہوانی خواہشات ہی ہوں گے۔ شریعت اسلام نے جن امور کو جرم قرار دیا ہے

وہاں پر ان کے مقدمات پر بھی پابندی لگائی ہیں۔ لہذا زنا کی روک تھام کے لیے شریعت نے سب سے پہلے نظر کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔ اسی طرح مردوں اور عورتوں کا اختلاط کی روک تھام پر قابو پانے کے لیے خواتین کو گھر کی چار دیواری تک محدود رہنے کا حکم دیا ہے اور اگر نکلنے کے لیے کوئی معقول وجہ ہو تو اس صورت میں پورے جسم کو لمبی چادر سے چھپانے کا حکم دیا ہے۔ جب کہ اہل یورپ نے فحاشی کے جواز میں پردے کو خواتین کی صحت و اقتصادی حیثیت کے لیے نقصان دہ قرار دیا ہے۔ یہ بات ضرور ہے کہ شاید بے پردگی میں کچھ اقتصادی فوائد ہوں مگر جب پوری قوم کو فتنہ و فساد میں مبتلا کر دیا تو اس کو نافع کہنا کسی عقل مند شخص کا کام نہیں"۔ [28] خواتین کو آزاد چھوڑنے سے فحاشی اور بے حیائی کے اڈوں میں روز بہ روز اضافہ ہو رہا ہے: "پنجاب کے شہر لاہور میں تین سو ایسے اڈے ہیں جہاں پر تین سو سے لے کر تقریباً چھ سو تک لڑکیاں ملازم ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر کالج اور یونی ورسٹی کی طالبات بھی شامل ہیں"۔ [29] عصر حاضر میں لڑکیوں کا اغواء ہونا اور فحاشی کے اڈوں میں اضافہ ہونا دراصل آزادی نسواں کا نتیجہ ہے۔ کیوں کہ جب خواتین گھروں سے نکلتی ہیں تو باہر کے ماحول میں وہ تشدد کا شکار بنتی ہیں۔ اس لیے خواتین کو اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا چاہیے۔ خواتین کو تشدد سے نجات دلانے کے لیے جدید معاشروں میں جو طریقہ حل اختیار کیا جاتا ہے اس سے بھی نت نئے مسائل جنم لے رہے ہیں۔ خواتین کی آزادی کے نام پر ان کو اتنے غیر مناسب حقوق دیے گئے ہیں جن کی وجہ سے خواتین تشدد سے چھٹکارا حاصل کرنے میں ناکام نظر آتیں ہیں۔ دفتروں، کارخانوں، صنعتی مراکز، تفریحی مقامات اور رقص و سرود کی محفلوں میں خواتین بلاٹوک شرکت کر سکتی ہے، کسب معاش کے تمام تر دروازے ان کے لیے کھلے پڑے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ خواتین وظائف فطری کے فرائض سے بالکل محروم ہوتی جا رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ میں خواتین کو تو ہر طرح کی آزادی حاصل ہے مگر خاندانی نظام کا شیرازہ مکمل طور پر بکھر چکا ہے۔ محبت، خلوص اور اعتماد کی جگہ شکوک و شبہات کا بول بالا ہے۔ جس کی وجہ طلاق کی شرح بتدریج بڑھ رہی ہے۔

خواتین پر عدم تشدد اور عصری قوانین

خواتین کو تشدد سے نجات کے لیے دوسرے ممالک کی طرح پاکستان میں بھی قوانین موجود ہے اور وقتی تقاضوں کے ساتھ ساتھ اس میں ترمیمات ہوتے ہیں۔ جب پاکستان اقوام متحدہ کا رکن بنا تو خواتین سے متعلق تمام کانفرسوں میں باقاعدہ طور پر سرکاری سطح پر شامل ہوا۔ ۱۹۴۹ء میں خواتین کو ووٹ کا اختیار مل گیا۔ خواتین کے حقوق کے لیے ۱۹۶۱ء میں عائلی قوانین بنائے گئے۔ ۱۹۷۳ء میں خواتین کو ملازمتوں کا حق دیا گیا۔ بے نظیر بھٹو کے دور حکومت میں مستقل وزرات خواتین سے متعلق قائم کی گئی۔ [30] آئین پاکستان میں خواتین پر تشدد کے حوالے سے چند دفعات پیش نظر ہیں جن کی مدد سے خواتین تشدد سے محفوظ رہ سکتی ہیں:

آرٹیکل (365)

"جو آدمی کسی عورت کو اس کی مرضی کی شادی کی نیت سے بھگا لے یا اسے مجبور کرے یا اسے ناجائز جماع کے لیے مجبور کرے یا اسے ناجائز جماع کے لیے دھوکہ دیں تو اس شخص کو عمر قید کی سزا ہو گا اور اس کے ساتھ جرمانہ بھی لاگو ہو گا اور اسی طرح اگر کوئی شخص ایک عورت کو کسی مقام پر بدفعلی کرنے کے لیے لے جائے تا کہ وہ کسی دوسرے شخص سے بدفعلی کرے اسے بھی مذکورہ بالا سزا دی جائے گی" [31]

آرٹیکل(371A)

"جب کوئی آدمی کسی شخص کو اجرت پر چلانے کے لیے فروخت کرے تاکہ اسے جماع ناجائز کی غرض سے یا کسی قانون کے خلاف استعمال کیا جائے تو اسے سزا قید دی جائے گی جس کی مدت پچیس سال تک ہو سکتی ہے اور اس پر جرمانہ بھی لاگو ہو گا۔"

وضاحت

(الف) جب کسی عورت کو ایسے شخص کے پاس فروخت کی جائے جو قحبہ خانہ رکھتا ہو تو یہ قیاس کیا جائے گا کہ اسے بدکاری کی نیت سے استعمال کیا گیا ہے۔

(ب) دفعہ ہذا اور دفعہ 371 کی اغراض جماع ناجائز سے مراد ان اشخاص کے مابین بد فعلی ہے جو رشتہ ازدواج میں نہ ہو۔[32]

آرٹیکل(375)

جو مرد ان صورتوں کے علاوہ جنہیں بعد میں مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ ایسے صورتوں میں درج ذیل پانچ اقسام میں سے جو کسی قسم میں داخل ہوں، اگر کسی عورت سے جماع کرے تو یہ کہا جائے گا کہ وہ زنا بالجبر کا مرتکب ہوا۔

(1) عورت کی رضا

(2) عورت کی بلا رضامندی

(3) عورت کی مرضی کے ساتھ جب کہ یہ رضامندی اسے موت یا تکلیف کا خوف دلانے سے حاصل کی گئی ہو۔

(4) عورت کی مرضی کے ساتھ جب مرد یہ جانتا ہو کہ وہ اس عورت کا شوہر نہیں اور یہ کہ رضامندی اس نظر سے ہو کہ وہ یقین کرتی ہو کہ یہ وہی مرد ہے جس کے اس کا ازدواج ہوا ہے یا اس کے ساتھ وہ ازدواج ہونے کا یقین کرتی ہو۔

(5) عورت کی مرضی کے ساتھ یا اس کی مرضی کے خلاف جب کہ اس کی عمر سولہ سال سے کم ہو"۔[33]

"جو کوئی شخص ایک عورت پر شادی کرنے کے لیے دباؤ ڈالتا ہے یا کسی اور طریقہ سے اسے مجبور کرتا ہے تو اسے سات سال تک سزا ہو سکتی ہے اور یہ سزا تین سال سے کم نہ ہو گی اور اس کے ساتھ پانچ لاکھ جرمانہ بھی عائد ہو گا"۔[34]

آرٹیکل(498)

"جو کوئی شخص ایک عورت کو قرآن پاک سے شادی کرنے پر مجبور کرتا ہے یا اس میں سہل کرتا ہے تو اسے کسی ایک قسم کی قید کی سزا دی جائے گی جو سات سال تک ہو سکتی ہے اور یہ سزا تین سال سے کم نہ ہو گی اور پانچ لاکھ روپے جرمانہ بھی عائد ہو گا"۔[35]

خلاصۂ بحث

خواتین پر تشدد کا مسئلہ ایک عالمگیر حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ پاکستان میں خواتین پر تشدد کی شرح دیگر ممالک کی بہ نسبت کم ہے۔ موجودہ دور میں خواتین پر تشدد کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ دنیا کے مہذب و متمدن معاشرے بھی اس کے لپیٹ میں ہے۔ اقوام عالم اس گھمبیر مسئلہ کی حل کے لیے مختلف قسم کے قوانین سازی و کاوشوں میں مصروف ہیں۔ مگر ان اقدامات کے باوجود بھی اس کی شرح نمو میں کمی دیکھنے کو نہ ملی۔ پاکستان میں بھی ابتدا ہی سے مرحلہ وار اقدامات کا سلسلہ جاری رہا مگر دن بہ دن اکثر و بیشتر خواتین پر تشدد کے واقعات سامنے آتے ہیں۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ عدالتی نظام کو مکمل اسلامی ڈھانچے کے مطابق بنایا جائے، تشدد کا قانون بناتے وقت ان وجوہات کو پیش نظر رکھیں جن کی وجہ سے افعال تشدد وقوع پذیر ہوتے

ہیں۔ خواتین پر تشدد کے اسباب اسلامی تعلیمات سے دوری، ناقص اقتصادی حالت، آزادی نسواں، غیر کفو میں نکاح، شوہر کی جنسی جذبہ کی عدم تکمیل، انصاف میں تاخیر وغیرہ ہیں۔ ان اسباب کو ختم کرنے کے لیے اقدامات ناگزیر ہے۔ شوہر، بھائی، باپ، ماں وغیرہ جیسے قیمتی رشتوں کا اگر تقدس نہ رکھا جائے تو سزاؤں سے ان مسائل کا حل نکالنا عقل مندی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر تشدد سے متعلق خواتین بلز ہماری معاشرتی اقدار کے منافی ہے اس لیے اس کا عملی اطلاق ناممکن ہے۔

تجاویز

کسی مسئلہ کو حل کرنے کے لیے اکثر و بیشتر قانون کا سہارا لیا جاتا ہے۔ جہاں پر مسائل نہیں سلجھتے، وہاں پر آخری حل قانون سے ہی رجوع کرنا ہوتا ہے۔ مگر اگر دیکھا جائے تو ہمارے ہاں قانون سازی کو حل تسلیم کیا جاتا ہے۔ قانون سازی سے پہلے شریعت اسلام نے اور طریقوں کو حل کے طور پر پیش کیا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ مصلحت سے اس مسئلہ کو حل کیا جائے۔ درج ذیل طریقوں سے خواتین پر تشدد کرنے کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے:

(1) تعلیمی نظام کو بہتر بنایا جائے۔

(2) نکاح سے پہلے ہر ایک کے مرضی کا خیال رکھا جائے۔

(3) خاندانی نظام سے متعلق کالج ویونی ورسٹی سطح پر پر ایک لازمی مضمون کا اہتمام کیا جائے۔

(4) قانون سازی کرنے والے ممبران کو چاہیے کہ موجودہ خواتین پر تشدد سے متعلق بلز و قوانین پر نظر ثانی کرے اور جو عوامل خاندان کو تباہی کی طرف لے جاتا ہے، ان کو ختم کر کے مثبت تبدیلی لایا جائے۔

(5) قانون سازی کرتے وقت آئین پاکستان کو ملحوظ نظر رکھے اور اسلامی نظریاتی کونسل کی مجوزہ ترامیم کو شامل کرے۔

References

[1]Ibn-e-Manzūr al-Afriqi, Lisan al- 'Arab, Muhammad bin Mukaram, Lisan al- Arab, (Beirut, Dar Sadir, 1414 AH), 3:232

[2]Al- Būrooj85:12

[3]Swaad38:20

[4]Abu-Hatim, Muhammad bin Habban, Sahih ibn Habban, (Beirut, Muassisah al-Risala, 1988),11:369.

[5]Muslim ibn Hajjaj al-qusheiri, Al-sahih-ul-Muslim, (Beirut: Dar- ahyaut-aturaas), 4:2003

[6]Abdul Karim Zaidan, almufasal-fi- Ahkaam-il- Almirait wa-al- baiti muslimi fi Ashriah-tu- al-Islamiya(Beirut, Muassisah al-Risala, 1413AH), 8:437

[7] Encyclopedia of social sciences,(New York, Macmillan 1959),vol:15:246

[8] -Trauma, Violence and Abuse,(California, Sage bublication 2008) vol:9:167

[9] .Foreword on WHO Multi-country study on women health and domestic violence against women.

[10] Rooz-nama(Nawai-waqat 17 October, 2018)

[11]Al-Baqara, 2:231

[12]Abu Dawud, Sulyman ibn al-Ashath al- Sijistani, Sunan Abi Dawud (Beirut, Al Maktab al- ashiriya), 2:244

[13]Surayya Batul-ulvi, Jaded Tahrek Niswa aur Islam, (Lahore, Idara- Matbuat Khwateen),31

[14]Al-Buhari, Muhammad bin Ismayil, Sahih-ul- Buhari,(Qahira, matba-tu- al amiriya, 1286 AH),7:62

[15]Bani Israeel, 17:32

[16]Ulvi, Jaded Tahrek Niswa aur Islam, 26

[17] Al-qusheiri, Al-sahih-ul-Muslim, 2:1091

[18]Al-Buhari, Sahih-ul- Buhari, 2:5

[19]Al-Baqara, 2:231

[20]Al-Buhari, Sahih-ul- Buhari, 7:32

[21]Al-Nisa, 4:34

[22]Abu Dawud, Sunan Abi Dawud, 2:244

[23]Mudodi, Abo-alla, Tafheem-ul-Quran, (Lahore, Idara tarjuman-ul-quran, 2004), 1:249

[24]Al-qazuwani, Muhammad bin Yazid, Sunan Ibn Maja, (Arabiy, Dar-Ihyaut-turas), 1:633

[25]Mudodi, Haqooq-i- Azawojain, (lahore,Idar taujuma-ul-quran), 26

[26]Al-Buhari,,7:31

[27] Al-Ahzab,33:33

[28]Usmani, Muhammad Shafi, Maairi-ful-Alquran, (Karachi,maktab Maairi-fu-Alquran, 2008), 7:204

[29]Rooz-Nama habry (Lahore 1996)

[30]ulvi, Jaded Tahrek Niswa aur Islam, 53

[31] Mazhar Hassan Nizami, The Pakistan penal code with commentary and Shariat criminal laws, (Lahore, pld publishers 2015), 544

[32] Nizami, The Pakistan penal code with commentary and Shariat criminal laws, 547

[33]Nizami,The Pakistan penal code with commentary and Shariat criminal laws, 551

[34] Nizami, The Pakistan penal code with commentary and Shariat criminal laws, 730

[35] Nizami, The Pakistan penal code with commentary and Shariat criminal laws, 730